ٹیکنالوجی کے شعبوں میں کام کرنے والی عورتوں اور لڑکیوں کا باہمی تعاون سے کامیاب ہونا سیکھنا

مخففاً "سٹیم" کہلانے والے سائنس، ٹکنالوجی، انجینئرنگ اور ریاضی سے متعلقہ شعبوں میں کامیاب ہونے والی بہت سی خواتین ان دوسری عورتوں پر انہی شعبوں میں کامیابی کے دروازے کھولتی ہیں۔

امریکہ کے محکمہ خارجہ کے "ٹیک ویمن پروگرام" [ٹکنالوجی کے شعبوں سے متعلق عورتوں کا پروگرام] افریقہ، وسطی اور جنوبی ایشیا، اور مشرق وسطی میں عورتوں کے ٹیکنالوجی سے متعلق نیٹ ورکنگ کو مضبوط بناتا ہے۔ یہ پروگرام ان عورتوں کو ان کے امریکی سرپرستوں تک رسائی فراہم کرتا ہے۔ یہ سرپرست کامیاب ہونے کے لیے ان عورتوں کو وسائل اور معلومات حاصل کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ گزشتہ دو برسوں کے دوران اس پروگرام کے تحت "ٹیک گرلز" نامی پروگرام [ٹکنالوجی کے شعبوں سے متعلق لڑکیوں کے پروگرام] میں شریک بارہ پندرہ برس کی لڑکیوں کو ٹیک ویمن کی سابقہ شرکاء کے ساتھ جوڑا ہے۔ اس کے نتیجے میں بین النسلی رابطوں میں تیزی آئی ہے۔ [عورتوں اور لڑکیوں، دونوں کے پروگرام محکمہ خارجہ کا تعلیمی اور ثقافتی امور کا بیورو چلاتا ہے۔]

پانچ ہفتوں کے ٹیک ویمن پروگرام کے تحت عام طور پر عورتوں کو ٹکنالوجی سے متعلقہ پیشوں کی بنیادوں پر سلیکون ویلی، کیلی فورنیا میں واقع کمپنیوں میں پراجیکٹوں کی بنیاد پر لے جایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ انہیں اس پروگرام کے تحت واشنگٹن میں ہونے والی مخصوص تقریبات میں بھی لے جایا جاتا ہے۔ اس برس کورونا وائرس کی وجہ سے یہ پروگرام آن لائن منعقد کیا گیا۔ ٹیک ویمن شرکاء کے پیشوں اور ان کے مثالی نمونوں کو مضبوط بنانے کے ساتھ ساتھ اس پروگرام کے سابقہ شرکاء اپنے ملکوں میں کمیونٹیوں کی معیشتوں کو بھی مضبوط بناتے ہیں۔

ٹیک ویمن کی کامیابیاں

اس پروگرام کی دو سابقہ شرکاء نے حال ہی میں اپنے ٹیک ویمن سفروں کی روداد بیان کی۔

38 سالہ فاطمہ خلف اللہ محمودہ تیونس کے شہر صفاقس میں رہتی ہیں۔ وہ ثانوی سکول کے طالبعلموں کو انفارمیشن ٹکنالوجی پڑھاتی ہیں اور "فرسٹ سکول کلب" کی صدر ہیں۔ یہ تنظیم بچوں کو سٹیم مضامین پڑھانے کے دوران انگریزی میں گفتگو کرنے میں مدد کرتی ہے۔

خلف اللہ محمودہ کہتی ہیں کہ اس پروگرام سے انہیں قائدانہ اور پراجیکٹ کی انتظام کاری کی مہارتیں سیکھنے میں مدد ملی جس کی وجہ سے تعلیم میں ان کے کام پر مثبت اثر پڑا۔ وہ کہتی ہیں، "مجھے لڑکیوں کی سرپرستی کرنا اور ان کی مستقبل میں عورتوں کی لیڈر بننے میں رہنمائی کرنا بہت ہی اچھا لگتا ہے۔"

35 سالہ نسرین دیب بیروت میں رہتی ہیں۔ ٹیک ویمن پروگرام مکمل کرنے کے بعد، انہوں نے "عرب ویمن ان کمپیوٹنگ" [کمپیوٹر کے شعبے میں عرب عورتیں] کی لبنانی شاخ کی بنیاد رکھی۔ یہ ایک غیر منفعتی تنظیم ہے جو انفارمیشن ٹکنالوجی کے شعبے میں عورتوں کے نمایاں پن اور عرب عورتوں کی حیثیت کو بڑھانے کے لیے وقف ہے۔ انہوں نے کسی کے ساتھ مل کر "گرلز گوٹ اِٹ انشی ایٹڈ" کے نام سے ایک پروگرام کی بنیاد بھی رکھی جس کے تحت 3,500 سے زائد سکول کی لڑکیوں کو سٹیم کی مہارتیں سکھائی جا چکی ہیں۔

وہ کہتی ہیں کہ انہیں ٹیک ویمن سے دور اندیشی حاصل ہوئی یعنی ایک چھوٹا کام کس قدر بڑا اثر مرتب کرتا ہے۔" آج کل وہ ایک غیر منفعتی تنظیم "کاروباروں میں عورتوں کی لبنانی لیگ" کی رہنمائی کر رہی ہیں۔ اس تنظیم کا نصب العین ہے: "سبقت حاصل کریں اور کامیاب ہوں۔"

ٹیک گرلز کی منزلیں

ٹیک ویمن کے پہلے کامیاب سال کے بعد، محکمہ خارجہ نے واشنگٹن سے 2012 میں لڑکیوں کے لیے ٹیک گرلز پروگرام شروع کیا۔ یہ مشرق وسطی، شمالی افریقہ اور وسطی ایشیا کے سٹیم مضامین سے متعلقہ شعبوں میں اپنا مستقبل بنانے میں دلچسپی رکھنے والی لڑکیوں کا موسم گرما میں چلایا جانے والا تبادلے کا ایک بین الاقوامی پروگرام ہے۔ اس میں پندرہ سے سترہ برس کی عمر کی لڑکیاں حصہ لے سکتی ہیں۔ کوڈنگ، ویب ڈویلپمنٹ اور ڈیٹا سائنس جیسے موضوعات کے بارے میں سیکھنے کے لیے یہ لڑکیاں ٹکنالوجی کے موسم گرما کے کیمپ میں شامل ہوتی ہیں۔ اس برس یہ کیمپ آن لائن منعقد کیا جا رہا ہے۔

تیونس کی بیس سالہ اونز خارات نے سمر کیمپ منعقد کرنے کے لیے ٹیک گرلز پروگرام میں سیکھی گئی اپنی مہارتوں کو استعمال کیا۔ اس کیمپ میں گیارہ سے سترہ برس کے بچوں کو روبوٹکس، تھری ڈی ڈیزائن اور جاوا پروگرامنگ میں تربیت دینا تھا۔

زینب معالج اور مریم گرینی کا تعلق بھی تیونس سے ہے۔ معالج سترہ برس کی ہیں اور ابھی ثانوی سکول میں پڑھتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ٹیک گرلز نے انہیں پراجیکٹوں پر بہتر طور پر کام کرنے اور لوگوں کے سامنے بات کرنے کے لیے اعتماد حاصل کرنے میں مدد دی۔ وہ کہتی ہیں کہ اس پروگرام کی وجہ سے وہ مجموعی طور پر ایک زیادہ سمجھدار، ذمہ دار اور شخص بن چکی ہیں۔"

اٹھارہ سالہ گرینی دوسری ٹیک گرلز کے ساتھ اپنی دوستیاں پروان چڑھانے اور سب لوگوں کے مستقبل کے لیے ٹکنالوجی کی اہمیت کے بارے میں ان کے یقین کی توثیق کا سہرا اس پروگرام کے سر باندھتی ہیں۔

اردن کی فرح خشمہ اور سورہ عبدالت دونوں بیس برس کی ہیں اور دونوں ٹیک گرلز پروگرام میں شرکت کر چکی ہیں۔ خشمہ کہتی ہیں کہ اس پروگرام نے انہیں اپنی پیشہ ورانہ زندگی کے صحیح راستے پر ڈالا جبکہ عبدالت کا کہنا ہے کہ اس پروگرام کی بدولت ان کی سٹیم سے متعلقہ کاموں میں رضاکارانہ طور پر کام کرنے اور انٹرن شپ کرنے کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اس کے نتیجے میں انہیں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے سکالر شپ حاصل کرنے میں مدد ملی۔

انیس سالہ یاسمینا العلائلی اور اکیس سالہ ریو اسطار کا تعلق لبنان سے ہے۔

العلائلی بتاتی ہیں کہ ٹیک گرلز نے انہیں متنوع ثقافتوں اور سوچوں سے متعارف کرایا۔ اور ہاں ایک اضافی فائدہ بھی تھا: "شرکاء کے درمیان کوئی مسابقت نہیں تھی بلکہ لطف اور غیر مشروط مدد تھی۔"

مطار کہتی ہیں کہ اس پروگرام نے "ٹکنالوجی کے لیے ان کے شوق" میں اضافہ کیا۔ وہ ایک نئی کمپنی پر کام کر رہی ہیں اور اپنی یونیورسٹی کے طبیعیات اور فلکیات کے کلب کی نائب صدر ہیں۔

عورتوں اور لڑکیوں کو ایک دوسرے سے ملانا

ان دونوں پروگراموں کے نیٹ ورکنگ پر دیے جانے والے زور کے پیش نظر یہ حیرانگی کی بات نہیں ہے کہ ٹیک ویمن کی سابقہ شریک عورتوں نے ٹیک گرلز کی طالبات سے رابطے کیے ہیں۔ تیونس کی خلف اللہ محمودہ نے اپنی بہت سی شاگرد طالبات کی ٹیک گرلز پروگرام میں درخواست دینے میں حوصلہ افزائی کی ہے۔

> امریکہ کے محکمہ خارجہ کے "ٹیک ویمن پروگرام" ٹکنالوجی کے شعبوں سے متعلق عورتوں کا پروگرام افریقہ، وسطی اور جنوبی ایشیا، اور مشرق وسطی میں عورتوں کے ٹیکنالوجی سے متعلق نیٹ ورکنگ کو مضبوط بناتا ہے۔ یہ پروگرام اِن عورتوں کو اُن کے امریکی سرپرستوں تک رسائی فراہم کرتا ہے۔ یہ سرپرست کامیاب ہونے کے لیے اِن عورتوں کو وسائل اور معلومات حاصل کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

خواتین کی اکثریت وسیع صنفی تفاوت کے حامل ممالک میں رہتی ہے: رپورٹ

اردن کے ایک آئی ٹی سنٹر میں زیر تربیت نوجوان خواتین۔

صنفی مساوات اور بین الاقوامی ترقی کے لیے کام کرنے والے اقوام متحدہ کے اداروں کی جانب سے شائع کردہ ایک نئی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دنیا کے بہت سے حصوں میں خواتین کی کم اختیاری اور بڑے پیمانے پر صنفی فرق عام ہے۔

یو این ویمن اور اقوام متحدہ کے ترقیاتی فنڈ (یو این ڈی پی) کی اس رپورٹ میں 114 ممالک کی صورتحال کا جائزہ لیا گیا جن میں سے کسی ایک میں بھی مکمل صنفی مساوات نہیں پائی جاتی۔

مزید برآں، دنیا بھر میں ایک فیصد سے بھی کم خواتین اور لڑکیاں ایسے ممالک میں رہتی ہیں جہاں خواتین بہت زیادہ بااختیار ہیں اور صحت و تعلیم کے شعبے میں صنفی فرق بھی بہت کم ہے۔

1.3 بلین خواتین اور لڑکیاں یا دنیا میں خواتین کی 90 فیصد سے زیادہ آبادی کا تعلق ایسے ممالک سے ہے جہاں خواتین بہت کم حد تک بااختیار ہیں اور صنفی فرق بہت بڑا ہے۔

اختیار اور عدم مساوات

یہ رپورٹ دنیا بھر میں خواتین کو درپیش پیچیدہ مسائل پر روشنی ڈالنے کے لیے دو نئے اشاریے متعارف کراتی ہے اور اس حوالے سے مخصوص اقدامات اور پالیسی سے متعلق اصلاحات کے لیے لائحہ عمل مہیا کرتی ہے۔

خواتین کی بااختیاری سے متعلق اشاریہ (ڈبلیو ای آئی) صحت، تعلیم، شمولیت، فیصلہ سازی اور خواتین کے خلاف تشدد کے معاملات میں فیصلے لینے اور مواقع سے فائدہ اٹھانے کے حوالے سے خواتین کی طاقت اور آزادی کا اندازہ لگانے میں مدد دیتا ہے۔

عالمگیر صنفی مساوات سے متعلق اشاریہ (جی جی پی آئی) انسانی ترقی بشمول صحت، تعلیم، شمولیت اور فیصلہ سازی کے حوالے سے صنفی فرق کا اندازہ مہیا کرتا ہے۔

'ڈبلیو ای آئی کے مطابق دنیا بھر میں خواتین کو اپنی مکمل صلاحیتوں سے اوسطاً صرف 60 فیصد تک کام لینے کا اختیار ہے۔ انسانی ترقی کے اہم پہلوؤں کو دیکھا جائے تو وہ مردوں کے مقابلے میں اوسطاً 28 فیصد کم بااختیار ہیں۔

بے اختیار خواتین

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اختیار کے حوالے سے یہ کمی اور عدم مساوات نا صرف خواتین کی بہبود و ترقی کے لیے نقصان دہ ہیں بلکہ اس سے مجموعی انسانی ترقی پر بھی اثر پڑتا ہے۔

یو این ویمن کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر سیما باحوس نے پائیدار ترقی کے اہداف (ایس ڈی جی) کے تحت صنفی مساوات اور خواتین کی ترقی کے حوالے سے عالمی برادری کے مضبوط عزم کی یاد دہانی کرائی ہے۔

تاہم ان کا کہنا ہے کہ نئے اشاریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواتین تاحال اپنی پوری صلاحیتوں سے کام نہیں لے پاتیں اور بڑے پیمانے پر صنفی فرق بدستور موجود ہے جس کے باعث پائیدار ترقی کے اہداف کے حصول کی جانب پیش رفت کی رفتار سست ہے اور اس میں رکاوٹیں آ رہی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ صنفی مساوات کا وعدہ پورا کرنے، خواتین اور لڑکیوں کے انسانی حقوق کو محفوظ بنانے اور انہیں مکمل بنیادی آزادیوں کی یقینی فراہمی کے لیے پائیدار کوششوں کی ضرورت ہے۔

حقیقی تبدیلی

اشاریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحت، تعلیم، کام اور روزمرہ زندگی میں توازن، خاندانوں کی مدد اور خواتین کے خلاف تشدد کے حوالے سے پالیسی سے متعلق جامع اقدامات کی ضرورت ہے۔ ایسا کرنے کی صورت میں دنیا کو مزید مساوی اور مشمولہ بنانے کی کوششوں کی رفتار تیز کرنے میں مدد ملے گی۔

'یو این ڈی پی کے سربراہ اخیم سٹینر کا کہنا ہے کہ بہت سی خواتین اور لڑکیاں ایسے ممالک میں رہتی ہیں جو انہیں ان کی صلاحیتوں سے کام لینے کا معمولی سا موقع ہی فراہم کرتے ہیں اور یہ نئے اشاریے حقیقی لوگوں کے لیے حقیقی تبدیلی لانے میں مدد دینے کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔

خواتین کی تعلیم کی اہمیت اور مطلوبہ لائحہ عمل

تجدید تحریک نسواں اور اسلام

علم نور ہے اور جہالت گمراہی!

انسانی معاشرہ کی تعمیر وترقی کے لئے تعلیم وتربیت، علم وآگہی اور شعور بنیادی اہمیت کے حامل ہیں، دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ طبقہ نسواں معاشرے کا نصف حصہ ہیں۔ لہٰذا اس طبقہ نسواں کی تعلیم وتربیت معاشرے کی صلاح وفلاح کے لئے از بس ضروری اور ناگزیر ہے۔

لفظ تعلیم وتربیت دو اجزا سے مرکب ہے۔ ایک تعلیم یعنی زندگی گزارنے کے لئے بنیادی اوصاف کا شعور دینا، سکھانا، پڑھانا، معلومات بہم پہنچانا اور دوسرا لفظ تربیت ہے جس سے مراد پرورش کرنا، اچھی عادات یعنی فضائل اخلاق سکھانا اور رذائل اخلاق سے بچانا اور بچوں میں خدا خوفی اور تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ لہٰذا تعلیم اور تربیت دونوں اسلام میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

اسلام کا نکتہ نظر

اسلام نے علم اور تقویٰ کو یعنی تعلیم وتربیت کو ابتدا ہی سے بنیادی اہمیت دی۔ چونکہ شریعت اسلامیہ نے مرد وعورت دونوں پر یکساں حقوق وفرائض عائد کئے ہیں اور دونوں ہی اپنے فرائض کو پورا کرنے کے لئے یکساں مکلف اور ذمہ دار ہیں۔ یہ واضح امر ہے کہ جب تک اپنے فرائض سے متعلق کما حقہ واقفیت نہ ہو کوئی اپنے فرائض سے متعلق صحیح طور پر عہدہ برآ نہیں ہو سکتا لہٰذا جب تک علم دین حاصل نہ کیا جائے تب تک دین کے احکام پورا کرنا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے حصول علم کو مرد وعورت دونوں کے لئے یکساں لازمی قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"یعنی ہر مسلمان مرد (اور عورت) پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔"

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں علم کی بے مثال فضیلت بیان کی گئی ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حصول علم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"درحقیقت اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں۔"

آقائے نامدار پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس کا آغاز بھی اقرا (یعنی پڑھو) سے ہوا تھا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ علم والے لوگوں کا مقابلہ علم سے بے بہرہ جاہل لوگ کیسے کر سکتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے حصول علم کی بہت تاکید کی مثلاً قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"ان سے پوچھو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں۔"

مندرجہ ذیل ارشاد نبوی حدیث کی متعدد کتب میں موجود ہے:

"عبادت گزار کے مقابلے میں عالم کو وہی فضیلت حاصل ہے جو چودھویں رات کے چاند کو عام تاروں پر، علما انبیا کے وارث ہیں، کیونکہ انبیا نے ترکہ میں درہم ودینار نہیں چھوڑے بلکہ علم چھوڑا ہے۔ سو جس نے علم حاصل کر لیا اس نے نبوی ترکہ میں سے وافر حصہ حاصل کر لیا۔"
(صحیح ترمذی للالبانی: ۲۱۵۹)

نیز ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"عبادت گزار کے مقابلے میں عالم کو وہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے تم میں سے ادنیٰ ترین شخص کے مقابلے میں حاصل ہے۔"
(ترمذی: ۲۶۸۵)

علم کی اہمیت کے بارے میں بطور نمونہ چند آیات اور احادیث پیش کی گئی ہیں جن سے علم کی بے پایاں فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ علم کے جتنے فضائل بیان ہوئے ہیں صرف اسی عالم کے لئے ہیں جو خود اپنے علم کا پابند ہے۔ اس پر مکمل عمل کرتا ہے۔ اس علم کے ذریعے اللہ کی رضا جوئی میں مصروف رہتا ہے۔ اس کے اوامر بجا لاتا ہے اور اس کے نواہی سے دور رہتا ہے کیونکہ علم بغیر عمل کے وبال ہوتا ہے۔

اسلام میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام

قبل از اسلام جاہلی معاشروں میں عورت ہر قسم کے حق سے محروم تھی۔ جہاں عورت زندگی کے حق سے ہی محروم ہو وہاں اس کے پڑھنے لکھنے کے حق کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر اسلام نے جہاں عورت کو اعلیٰ وارفع مقام دیا وہاں اس پر ایک احسان یہ بھی فرمایا کہ اسے درس وتدریس اور تعلیم وتربیت میں مردوں کے برابر مکلف قرار دیا۔ چونکہ شریعت اسلامی کے مخاطب مرد اور عورت دونوں ہیں۔ دینی احکام دونوں پر واجب ہیں اور روز قیامت مردوں کی طرح عورتیں بھی رب العالمین کے سامنے جواب دہ ہیں۔ لہٰذا عورتوں کے لئے بھی حصول علم جو ان کو بنیادی دینی امور کی تعلیم دے اور احکام اسلامی کے مطابق زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھائے وہ ان کے لئے فرض عین قرار دیا گیا ہے۔ فرض عین سے مراد یہ ہے کہ اسے سیکھنا لازمی ہے اور اگر عورت یا مرد اس میں کوتاہی کرے تو وہ عنداللہ مجرم ہے۔

چنانچہ آنحضور نے ابتدا ہی سے خواتین کی تعلیم کی طرف توجہ فرمائی۔ آپ نے سورۃ البقرہ کی آیات کے متعلق فرمایا:

"تم خود بھی ان کو سیکھو اور اپنی خواتین کو بھی سکھاؤ۔" (سنن دارمی: ۳۳۹۰)

تربیت کے لئے اپنی خدمت میں حاضر ہونے والے وفود کو آپ تلقین فرماتے کہ:

"تم اپنے گھروں میں واپس جاؤ، اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہو، ان کو دین کی تعلیم دو اور ان کو احکام دینی پر عمل کراؤ۔" (صحیح بخاری: ۶۳۱) آپ کا فرمان ہے:

"جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کی اچھی تعلیم وتربیت کی ان سے حسن سلوک کیا پھر ان کا نکاح کر دیا اس کے لئے جنت ہے۔" (ابوداؤد: ۵۱۴۷)

رسول اکرم ﷺ کی [illegible] میں ایک دن صرف خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے مخصوص ہوتا تھا۔ اس دن خواتین آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور آپ سے مختلف قسم کے سوالات اور روزمرہ مسائل پوچھتیں۔ نماز عید کے بعد آپ ان سے الگ سے خطاب کرتے۔ امہات المومنین کو بھی آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ وہ مسلم خواتین کو دینی مسائل سے آگاہ کیا کریں۔ پھر آپ نے خواتین کے لئے کتابت یعنی لکھنے کی بھی حوصلہ افزائی فرمائی۔ حضرت شفا بنت عبداللہ لکھنا جانتی تھیں۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ تم ام المومنین حضرت حفصہؓ کو بھی لکھنا سکھا دو۔ چنانچہ انہوں نے حضرت حفصہؓ کو بھی لکھنا سکھا دیا۔ آہستہ آہستہ خواتین میں لکھنے اور پڑھنے کا اہتمام اور ذوق وشوق بہت بڑھ گیا۔ عہد نبوی کے بعد خلفائے راشدین کے مبارک دور میں بھی خواتین کی تعلیم وتربیت کی طرف بھرپور توجہ دی گئی۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنی مملکت کے تمام اطراف میں یہ فرمان جاری کر دیا تھا:

"اپنی خواتین کو سورۃ النور ضرور سکھاؤ کہ اس میں خانگی زندگی اور معاشرتی زندگی کے متعلق بے شمار مسائل واحکام موجود ہیں۔"

تعلیم نسواں کی اہمیت

اسلام میں تعلیم نسواں کے بارے میں کبھی دو رائیں نہیں ہو سکتیں، ایک ہی حکم اور یکتا حکم ہے اور وہ عورتوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کا کیونکہ بے علم اور جاہل عورت معاشرے کی پسماندگی اور ابتری کا باعث بنتی ہے۔ [illegible] شکوے کرتی رہتی ہیں۔ اسی طرح شان پیغمبری میں بڑی بے باکی سے زبان طعن دراز کرتی ہیں۔ احکام شرعیہ کی حکمت اور افادیت سے واقف نہ ہونے کی بنا پر الٹی سیدھی باتیں کرتی ہیں اس کے برعکس ہر طرح کے فیشن، بے حجابی وعریانی اور فضول رسم ورواج کے پیچھے بھاگتی ہیں اولاد وشوہر کے بارے میں طرح طرح کے منتر جھاڑ پھونک اور کالے علم میں ملوث ہوتی رہتی ہیں۔ شوہروں کی کمائی اسی طرح کے غلط اور باطل کاموں میں ضائع کر دیتی ہیں۔ شوہر سے ان کی بنتی ہے نہ سسرالی رشتہ داروں سے، انہیں اپنے بہن بھائیوں، رشتہ داروں اور ہمسایوں کے حق حقوق کی ذرا خبر نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ، زبان درازی ولعن طعن کرکے سب سے بگاڑ کر خوش رہتی ہیں۔ زیور، کپڑے کے ناجائز مطالبوں سے ہر وقت شوہر کا ناک میں دم کیے رکھتی ہیں۔ بالآخر اس کو حرام کمائی میں ملوث کرکے چھوڑتی ہیں۔ وقت کی بھی ان کو قدر نہیں ہوتی۔ فضول باتوں میں، لعن طعن میں، غیبت اور کالم گلوچ میں سارا وقت برباد کر دیتی ہیں۔

غرض عورتوں کی جہالت کے کون کون سے نقصانات گنوائے جائیں: شوہر، بچے، گھر، اللہ کی دی ہوئی نعمتیں کسی بھی بات کا ان کو احساس [illegible] تو بھی اسی طرح گمراہ، جاہل اور گنوار ثابت ہوتی۔ اس طرح وہ قوم کو جرائم کی دلدل میں پھنساتی چلی جاتی ہیں۔

اس کے برعکس علم دین رکھنے والی خاتون صحیح اور غلط، حق اور باطل، جائز اور ناجائز کی حدود کو جانتی اور پہچانتی ہے اور وہ اپنی زندگی کے پیش آمدہ مسائل کو خوش اسلوبی سے نمٹا لیتی ہے۔ یہ علم دین اس کو شائستہ اور مہذب بناتا ہے۔ وہ اپنے بچوں کی بھی صالح تربیت کرکے صالح معاشرہ تعمیر کرنے کا باعث ثابت ہوتی ہے۔

تعلیم نسواں اور مغربی تعلیم

اہل مغرب نے آج سے دو صدیاں قبل تعلیم نسواں کا نعرہ بلند کیا۔ اس سے پہلے مغربی خاتون جانوروں سے بدتر زندگی بسر کر رہی تھی۔ سب سے پہلے نپولین نے نعرہ بلند کیا

"مجھے پڑھی لکھی مائیں دو، میں تم کو ترقی یافتہ قوم دوں گا۔"

اس کے اس نعرہ کو عورتوں کے حقوق کے سلسلے میں بڑا بنیادی اور انقلابی قرار دیا گیا۔ تعلیم نسواں کے اس نعرہ نے آہستہ آہستہ پیش رفت کی تو وہ ترقی نسواں، حقوق نسواں اور پھر مساوات مرد وزن کے مختلف مدارج طے کرتا چلا گیا۔ چونکہ اہل مغرب خود اپنے مذہب سے بگڑ چکے تھے۔ [illegible] کرنے لگی۔ بے خدا تعلیم بے مقصد زندگی سیکولر ماحول اور اختلاط مرد وزن، فحش فلمیں، گندی تصاویر اور مخرب اخلاق لٹریچر اور عریاں لباس ان سب عوامل نے مل کر عورت کو بالکل گمراہ اور بے راہرو کر دیا۔

پھر اس بے راہرو عورت نے مساوات مرد وزن کا نعرہ بلند کیا۔ آہستہ آہستہ مردوں کے خلاف محاذ کھولا گیا۔ عورتوں کو شادی، شوہر، بچے اور گھر کے خلاف اکسایا گیا۔ ہم جنس پرستی عام ہوگئی۔ گھر بے آباد ہو گئے۔ مرد نے عورت کا خرچ اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اب مرد صرف اپنے لئے کمائے اور عورت اپنے لئے۔ غرض اس تصور تعلیم کے ساتھ مغرب میں جو عورت بگاڑ تحریک شروع ہوئی، اس نے معاشرے کو جڑ سے کھوکھلا کر دیا۔ فواحش کثرت سے پھوٹ پڑے۔ طلاقوں کی کثرت ہوگئی، جنسی امراض کی زیادتی نے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بچے زنجیروں میں مل کر جرائم پیشہ اور وحشی بننے لگے اور اب مغرب کا ماحول مکمل طور پر نسوانیت زدہ ہے۔ ناچنے گانے اور مرد کا دل بہلانے کے لئے ہر جگہ اور ہر پلیٹ فارم پر عورت موجود ہے لیکن اس کا اصل مقام یعنی گھر اجڑ چکا ہے۔

دوسری طرف مغربی معاشرے میں ذمہ دارانہ عہدوں پر عورتوں کو آج بھی تعینات نہیں کیا جاتا۔ تیسری طرف عورتوں کی تنخواہیں آج بھی مردوں کے مقابلے میں کم ہیں۔ یہ ہے اس مغربی تعلیم نسواں کا اثر کہ اس نے مغربی معاشرہ کو ہر طرح سے نقصان ہی پہنچایا ہے اور عورت بالکل شتر بے مہار ہو گئی ہے۔ جو سر عام جنسی ورکر کے طور پر پیسہ کمانے میں مصروف ہے۔

مغرب کا اصرار

آج مغربی تہذیب دنیا میں بالادست ہے۔ اس لئے اہل مغرب مختلف حیلوں سے اسی مغربی بے خدا تعلیم اور ملحدانہ افکار کو اسلامی معاشروں میں رائج کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ وہ برابر دو صدیوں سے اس کام میں مصروف ہیں۔ لارڈ میکالے کے نظام تعلیم نے مسلمانوں کے اندر دین بیزاری اور الحاد کے بیج بونے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آغاز میں مسلم اہل درد مفکرین ودانشوروں نے خواتین کو مغربی تعلیم کے زہریلے اثرات سے بچانے کی بہت کوشش کی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بہت دردمندی سے قوم کو انتباہ کیا:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

لیکن مسلمان اپنی سیاسی، ایمانی اور اخلاقی کمزوریوں کے باعث اہل مغرب کے سامنے پسپا ہوتے چلے گئے۔ مغربی تعلیم یافتہ مسلمان اسلامی معاشرہ میں اہل مغرب کے لبرل اثرات کو تعلیم نسواں کے پردے میں پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔

پاکستان اگرچہ اسلام کے نام پر ہی دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوا تھا لیکن عملاً یہاں اسلامی نظام حکومت رائج ہونا تو کجا، اسلامی نظام تعلیم بھی پاکستان کی نوزائیدہ اسلامی مملکت میں آج تک رائج نہیں ہو سکا۔ نتیجہ یہ ہے کہ خود ہماری درسگاہیں مغربی تہذیب اور ان کے افکار کو وطن عزیز میں مقبول ومعروف بنانے میں مصروف ہیں۔ تعلیمی ادارے ناچ گانے، رقص اور موسیقی سکھانے کے مرکز بن چکے ہیں۔ موسیقی کی تعلیم باقاعدہ نصاب کا حصہ قرار دی جا رہی ہے۔ مینا بازار، ڈریس شوز اور وینٹی شوز سونے پر سہاگہ ہیں۔ ... بقول ماہر القادری مرحوم

قوم کی وہ بیٹیاں جن کو بنا تھا بتول
مدرسوں میں سیکھتی ہیں ناچ گانوں کے اصول

ہمارے ذرائع ابلاغ بھی اسی مغربی ماحول کو پاکستان میں متعارف کروانے میں دن رات کوشاں ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، انٹرنیٹ، جرائد واخبارات صبح وشام فحش گانے، گندی فلمیں اور ننگی تصویریں دکھا رہے ہیں۔ اوپر سے این جی اوز کی اشاعت تعلیم کے نام پر مسلمان معاشروں میں اسلامی تعلیم اور تہذیب کے خلاف جدوجہد۔ پھر عورت کے حقوق کے نام پر منعقد ہونے والی یو این او کی کانفرنس جن میں ان کے اپنے دیے گئے ایجنڈے پر عمل درآمد کے سلسلے میں باقاعدہ رپورٹ طلب کی جاتی ہے، عدم اطاعت کی شکل میں ایسے ممالک پر معاشی پابندیاں لگ جاتی ہیں۔ اور میڈیا کے ذریعے لعن طعن اور دشنام طرازی کے ذریعہ ان کا ناطقہ بند کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ غرض مغربی تہذیب کو اسلامی ممالک میں مقبول وہر دل عزیز بنانے کے لئے اہل مغرب اپنے تمام لاؤ لشکر اور وسائل سمیت مسلم ممالک پر حملہ آور ہیں۔ یہ مغربی یلغار اتنی جارحانہ اور شدید ہے جبکہ مسلم ممالک اپنی ایمانی واخلاقی کمزوریوں کے باعث اس کے آگے پسپا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کوئی مسلمان حکمران ایسا نہیں جو ان کے مقابل اسلام کے معاشرتی وخاندانی نظام کا دفاع کر سکے!

اب اہل مغرب کا دعویٰ یہ ہے کہ کسی دور میں اسلام نے عورت کو واقعی حقوق دیے تھے، مگر وہ تو اب فرسودہ بات ہو چکی۔ آج کے دور میں وہ تہذیب اور تعلیم بے کار ہے۔ آج ترقی کے مدارج طے کرنے کے لئے تمہیں عورتوں کو گھر کی چار دیواری سے نکالنا ہوگا اس کو گھرداری کے روایتی کردار کے بجائے معاشی وسیاسی میدانوں میں اپنا برابر کا حصہ ڈالنا ہوگا۔ ہر عورت کمائے آخر یہ پچاس فیصد آبادی کیوں بیکار گھروں میں پڑی رہے۔ پھر خواتین ملکی سیاست میں بھی پچاس فیصد نمائندگی کریں۔ اگر پچاس فیصد ممکن نہیں تو کم از کم ۳۳ فیصد یقینی عورت کی سیاسی اداروں میں شرکت ۳۳ فیصد لازمی ہونی چاہئے۔ عورت اور مرد کے لئے الگ الگ ادارے بنانے کا کون سا جواز ہے۔ ہر جگہ مرد اور عورتیں مل کر پڑھیں اور کام کریں۔ غرض ہر جگہ اور ہر پلیٹ فارم پر عورت جتنی بھی مردوں کے پہلو بہ پہلو موجود ہو، اپنی معاش خود کمانے میں مشغول ہو۔ وہ والدین کی سرپرستی سے نکل کر اپنے نکاح، طلاق اور ملازمت وغیرہ کے مسائل خود ہی طے کیا کریں۔ ہر عورت کو اتنا بااختیار ضرور بنانا چاہئے کہ اس پر والدین، باپ، شوہر، بھائی وغیرہ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ رہے۔

چنانچہ آج اہل مغرب کی طرف سے اسلام پر عورت کے حوالے سے بے شمار اعتراضات کئے جا رہے ہیں۔ وہ فلموں، پرنٹ میڈیا، ٹی وی وغیرہ پر ہر وقت اسلام کی معاشرتی تعلیمات پر طعن کرتے رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کیا یہی اہل مغرب کا تعمیر قوم کا تصور ہے کہ عورت اپنے بنیادی فرائض اور خانگی امور کو چھوڑ کر کمانے کے لئے گھر سے باہر نکل آئے اور دوسری طرف گھر میں ماں بچے، شوہر اور بیوی میں کشمکش شروع ہو جائے۔

❀❀❀